144625

UNIVERSAL LIBRARY
OU_188625
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY ۱۵۷

Call No. ۹۲۳۵۱ Accession No. ۶۱۵۷

Author جمیل الرحمٰن۔ ج۔ س

Title سرف الدولہ کے مالشین

This book should be returned on or before the date last marked below.

سیف الدولہ کے جانشین

از

پروفیسر محمد جمیل الرحمن صاحب

Presented to the
Osmania University Library
Mohd. Rahman
September 23. 1939

صفحات ۱ تا ۲۳ از مجموعہ تحقیقات علمیہ ۔ جامعہ عثمانیہ ۔ حیدرآباد دکن

جلد پنجم ۔ سنہ ۱۹۳۷ع

سیف الدولہ کے جانشین

(از محمد جمیل الرحمٰن صاحب ایم ۔ اے ۔ پروفیسر تاریخ ۔ جامعہ عثمانیہ)

—۱—

سیف الدولہ کا انتقال سنہ ۳۵۶ ھ میں ھوا ۔ یہ سنہ اس لحاظ سے بڑا عجیب و غریب ھے کہ مسلمانوں کے اکثر بڑے بڑے حکمرانوں کا انتقال اسی سنہ میں ھوا ، اور ان کے بعد یکبارگی اسلامی ایشیا میں امن و آمان کا خاتمہ ھوا ، اور افرا تفری شروع ھوگئی ۔ اسی سال سلطان معزالدولہ احمد بن بویہ کا انتقال ھوا ، کافور ، جس نے اخشید کی وفات پر مصر کا انتظام اپنے ھاتھ میں لیا تھا ، اسی سال مرا ، اور مصر کے نظم و نسق کو سنبھالنے والا کوئی باقی نہ رھا ۔ وشمگیر بن زیاد ، حسن بن فیروزان ، اور ابو علی محمد بن الیاس کا سنہ وفات بھی سنہ ۳۵۶ ھی ھے ۔ سیف الدولہ کے بھائی ناصر الدولہ حکمران موصل ، کی عمر اس وقت ساٹھہ برس کی ھو چکی تھی ۔ اسے اپنے چھوٹے بھائی کے مرنے کا اتنا قلق ھوا کہ اس کی عقل جاتی رھی ۔ آخر اس کے سوء خلق سے تنگ آ کر اس کے بیٹے ابو تغلب نے اسے ایک قلعے میں محجوب کرا دیا ، اور اس کی خدمت کے لئے آدمی مقرر کر دئے ۔ اسی حالت میں سنہ ۳۵۸ میں اس کا انتقال ھو گیا [۱] ۔

تقی الدین کے زیر حفاظت سیف الدولہ کا جنازہ میافارقین لایا گیا [۲] ، جہاں ابو المعالی کی ماں ام الحسن بنت سعید بن حمدان موجود تھی اور اب وھی اس خاندان کی بزرگ تھی ۔ ابو المعالی شریف بھی میافارقین میں تھا ۔ سیف الدولہ کے تمام کار آزمودہ اور قابل اعتماد موالی اس سے قبل ھی مر چکے تھے ۔ اب جو باقی رہ گئے تھے انھوں نے فیصلہ کیا کہ اس کے بیٹے ابو المعالی شریف سعد الدولہ کو اس کی جگہ بادشاہ بنایا جائے اور ھر طرح اس کی مدد کی جائے ۔ اس فیصلے کے مطابق ایک مولاء قرعویہ نے حلب میں سعد الدولہ کی طرف سے حکومت کا کام سنبھالا ، اور بقا اور بشارہ [۳] ۔ کو جمادی الاول میں جنازے کے ساتھہ

---

۱ ۔ مسکویہ ۔ ج ۲ ۔ ص ۲۴۰ + امام ذھبی ج ۱ ۔ ص ۱۷۳ + ابن تغری بردی ج ۲ ۔ ص ۔ ۲۰۳ +

۲ ۔ ابن اثیر ج ۸ ۔ حوادث سنہ ۳۵۶ +

۳ ۔ غالبا بشارہ وھی خادم ھے جسے تقی الدین لکھا گیا ھے ۔ اسکے رشتہ دار حلب میں موجود تھے ، اور غداری کے شبہ میں انھیں وھیں گرفتار کیا گیا تھا ۔

میافارقین بھیجا۔ راستے میں بقا نے یہ افواہ اڑائی کہ بشارہ، جس کے ساتھ اُس وقت اُس کی ان بن تھی، ناصرالدولہ کے بیٹے حمدان کے ساتھ خط وکتابت کر رہا ہے کہ وہ حلب پر بھی قابض ہو جائے، کیونکہ حمدان اپنے چچا کی وفات کے بعد ہی رقہ اور نصیبین پر قبضہ کر چکا تھا۔ قرعویہ نے حلب میں جب یہ سنا تو اس نے بشارہ کے رشتہ داروں کو گرفتار کر لیا۔ ادھر بشارہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے مکر کا جواب مکر سے دیا۔ اس نے بقا سے دوستی کا اظہار کیا اور خوب بے تکلفی بڑھائی۔ آخر بقا نے خود ہی اعتراف کیا کہ اُس کا ارادہ ہے کہ سعدالدولہ کو قید کر کے خود حلب پر قابض ہو جائے۔ چونکہ بشارہ اپنے حریف کے لئے کارآمد ہو سکتا تھا اس لئے بقا نے یہ تجویز پیش کی کہ وہ بصورت کامیابی میافارقین کا علاقہ اُس کے سپرد کردیگا۔ بشارہ نے بظاہر یہ تجویز منظور کر لی۔ لیکن جب یہ جماعت میافارقین کے قریب پہنچی تو بشارہ نے سعدالدولہ کو لکھا کہ جنازے کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نہ نکلے۔ چنانچہ جب بقا نے اسے شہر سے باہر آنے اور جنازے کے استقبال کی دعوت دی تو وہ مریض بن گیا۔ لیکن شہریوں کو باہر جانے کی اجازت دے دی۔ اب بقا نے شہر کے سامنے اپنی چھاونی قائم کی، اور دروازے پر نگہبان مقرر کر دئے۔ اُن سرکاری ملازموں میں سے جو شہر کے باہر آئے، اکثر کو قید کر لیا، اور ان سے اپنی پیادہ فوج کے اخراجات کے لئے بڑی بڑی رقمیں وصول کیں۔ اس اثنا میں بشارہ شہر کے اندر چلا گیا، اور دروازے بند کرادئے۔ پھر فصیل پر کھڑے ہو کر اس نے اپنے ان دوستوں کو جو بقا کے ساتھ تھے مخاطب کر کے سعدالدولہ کے انعام واکرام کا وعدہ دلایا۔ اکثر وبیشتر لوگ بقا سے پھر گئے۔ اس طرح جب بقا کی تمام تدبیریں خاک میں مل گئیں۔ تو وہ ممتاز کرد بھاگا، اور وہاں سے سعدالدولہ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اسے امان دی گئی، لیکن جب وہ واپس آگیا تو اسے بشارہ کے حوالے کردیا گیا، جس نے طرح طرح کے عذاب دے کر اُسے مروا ڈالا[۱]۔ ان واقعات کی اطلاع قرعویہ کو حلب میں ہوئی تو وہ بہت خوش ہوا۔ رجب سنہ ۳۵۶ ھ (جون یا جولائی سنہ ۹۶۷) خود سعدالدولہ حلب میں داخل ہوا۔ اُس کے آنے کی خوشی میں شہر کی آئینہ بندی کی گئی، اور میناروں پر جھنڈے لہرائے گئے۔ سعدالدولہ نے اپنے باپ کے تخت پر جلوس کیا، اور حاجب قرعویہ بطور نائب، اس کے پہلو میں بلند مقام پر بیٹھا، ابواسحاق محمد بن عبداللہ بن صہرام جو اس سے قبل سیف الدولہ کا کاتب رہ چکا تھا، وزیر مقرر رہوا۔ لیکن اسی زمانے میں خود سعدالدولہ کے اہل خاندان نے اسے پریشان کیا۔ سیف الدولہ کی وفات کے بعد ناصرالدولہ کے بیٹے ابو تغلب نے اُس زمانے میں جب کہ خلیفہ مطیع رقہ میں ٹھہرا ہوا تھا اُس سے ایک فرمان حاصل کر لیا تھا اور اس کی بنا پر سیف الدولہ اور ناصرالدولہ کے تمام مقبوضات پر قابض ہو بیٹھا تھا۔ پھر اس نے اپنے بھائی حمدان کو رقہ اور رافقہ سے ایک چھوٹی فوج دے کر حلب پر بھیجا کہ اس پر بھی قبضہ کر لے۔ حمدان نے حلب کا محاصرہ کیا لیکن ناکام ہو کر موصل واپس چلا گیا۔ اس کے بعد سعدالدولہ حلب میں بالکل امن وامان رہا یہاں تک کہ اُس میں اور اُس کے ماموں ابوالفراس حارث میں ان بن ہوئی۔

۱۔ طباخ نے سعدالدولہ کے حلب میں داخلے کی تاریخ ربیع الاول بیان کی ہے۔ مگر یہ صریحاً غلط ہے۔ کیونکہ سیف الدولہ کا جنازہ ہی جمادی الاول میں سافارقین لایا گیا تھا۔

— ٢ —

یاد ہوگا کہ ابو الفراس حارث بن ابو العلاء سعید بن حمدان بن حمدون ، سیف الدولہ کے دربار میں رہتا تھا ، اور اُس کی بڑی قدر منزلت تھی - سیف الدولہ کو اُس پر اتنا اعتماد تھا کہ فوجی مہموں پر جاتے وقت اُسی کو بطور نائب حلب میں چھوڑ جاتا تھا ، اور منبج بطور جاگیر اُسے دے دیا تھا - یہیں وہ یونانیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوا ، چار برس قسطنطنیہ میں اسی حالت میں گزارے ، اور سیف الدولہ نے فدیہ دیکر اُسے چھڑایا ، اور رہائی کے بعد اُسے حمص کا حاکم مقرر کردیا [١] - لیکن یہاں کے باشندوں سے اُسکی نہ بنی ، اور متعدد جھگڑے ہوئے - سعدالدولہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابو الفراس کی نیت خراب ھے - اس بنا پر سعدالدولہ نے اُس کے خلاف فوج بھیجنے کا ارادہ کیا ، اس نے عربوں کے قبیلۂ کلاب کے لوگوں کو جمع کیا ، اور قبیلۂ عقیل کے ایک شخص ظالم نامی کو ، جو حرشنہ میں اس کی طرف سے حاکم تھا مع اُس کے قبیلۂ کے بلایا - یہ عرب فوج قرعویہ کے سپرد کی گئی - سعدالدولہ کے موالی اُس کے علاوہ تھے - ابو الفراس کو جب ان تیاریوں کا علم ہوا تو اُس نے حمص سے بھاگ کر ایک گاؤں صدد میں پناہ لی - فوج کا طلایہ اچانک ابو الفراس پر حملہ آور ہوا - جنگ ابھی شروع ہوئی تھی کہ ابو الفراس کے سپاہیوں نے قرعویہ سے امان چاہی - ابو الفراس ان سپاہیوں میں شامل ہو گیا ، لیکن قرعویہ کے حکم سے قتل کیا گیا - ابو الفداء نے بیان کیا ھے کہ وہ زخمی ہوا تھا ، اور چند دن کے بعد اُس کا انتقال ہوا [٢] - اُسکا سر سعد الدولہ کے پاس بھیج دیا گیا -

ابو الفراس کی ماں سخیہ ام الولد تھی - ماں بیٹے میں جو محبت تھی اُس کا اندازہ ان اشعار سے ہوتا ھے جو ابو الفراس نے قید کے زمانے میں اُس کے پاس بھیجے تھے [٣] - سخیہ کو جب اُس کے قتل کی اطلاع ہوئی تو وہ رنج غم سے بالکل پاگل ہو گئی ، اپنے سر کے بال نوچ ڈالے ، اور اپنی آنکھیں نکال ڈالیں - ابو الفراس کا شمار عربی کے مشہور ترین شاعروں میں کیا جاتا ھے ، یہاں تک کہ صاحب ابن عباد کا قول نقل کیا گیا ھے کہ عربی شاعری ایک بادشاہ ، یعنی امرء القیس ، سے شروع ہوئی ، اور ایک بادشاہ ، یعنی ابو الفراس ، پر ختم ہو گئی - یہاں اُس کی شاعری پر تنقید کرنے کا موقع نہیں - اس لئے ہم ثعالبی کی رائے نقل کرنے پر اکتفا کرتے ھیں - وہ لکھتا ھے :-

> کان فرد دھرہ وشمس عصرہ ، ادباً وفضلاً وکرماً ونبلاً ، ومجداً وبلاغة وبراعة ، وفردسیة شجاعة - وشعرہ مشہورٌ سائر بین الحسن والجودة ، والسھولة والجدالة ، والعذوبة والفخامة ، والحلاوة والمتانة ، معہ رواء الطبع ، وسمة الظرف وعزة الملك - ولم تجتمع ھذا الخلال الا فی شعر عبداللہ بن المعتز وابو الفراس یعد اشعر منہ عند اھل الصنعة ونقدة الکلام - وکان المتنبی یشھد لہ بالتقدیم والتبریز [٤] -

---

١ - ابو الفداء (ج ٢ - ص ١٠٨) نے بنائے مخاصمت یہ بیان کی ھے کہ سیف الدولہ کی وفات کے بعد ابو الفراس حمص پر قبضہ کرنا چاھتا تھا -

٢ - ابو الفداء ج ٢ ص ١٠٨ +

٣ - یتیمة الدھر (طبع نو) ج ١ ص ٤٩ +

٤ - یتیمة الدھر ج ١ - ص ٢٧ +

اسی سال سرحدی کے پانچ هزار سپاهی، جن میں پیاده اور سوار دونوں شامل تھے، غدر کر کے حلب کی طرف چلے۔ قرعویه نے ان کا مقابله کیا، مگر شکست کھائی اور قید هوا۔ گو بعد میں قید سے رهائی پائی، لیکن اس کی فوج تباه هوگئی، اور بهت سے موالی گرفتار هوئے۔

—۳—

سعدالدوله ابھی ان قضیوں کے بعد سنبھلا هی تھا که ایك نئی مصیبت نازل هوئی۔ نقفور فوکس قیصر قسطنطنیه، سنه ۳۵۲ (سنه ۹۶۳) مین رومانوس دوم کے بعد قیصر هوا تھا۔ اس سے قبل وه سیف الدوله کے عهد میں ایشیاء مین کارهائے نمایاں کر چکا تھا۔ اب قسطنطنیه اور یورپی صوبوں کا انتظام کر کے اس نے ذی قعده سنه ۳۵۷ (سنه ۹۶۸) میں پھر ایشیا کا رخ کیا۔ وه دربند سے چلا اور انطاکیه پهنچا۔ لیکن کسی نے اس کی مزاحمت نهین کی۔ اس نے اهل شهر سے کها که وه شام کو تباه کرنے کے بعد پھر انطاکیه آئے گا۔ چنانچه وه آگے بڑھا اور معرة المصرین پهنچا۔ اسے فتح کر کے باشندوں کو امان دی، اور پھر عهدشکنی کر کے پانچ هزار آدمی گرفتار کرلئے۔ یهی حشر معرة النعمان کا هوا۔ یهاں اس نے جامع مسجد جلا ڈالی اور باره هزار آدمی گرفتار کر کے قسطنطنیه بھیج دئے۔ بقیه باشندوں نے قلعوں، جنگلوں اور پهاڑوں میں پناه لی۔ پھر وه کفر طاب اور شیزر گیا، اور شیزر کی جامع مسجد بھی جلاڈالی۔ حماة کا بھی یهی انجام هوا۔ وهاں سے وه حمص گیا۔ جو لوگ اطراف واکناف سے آکر وهاں پناه گزیں هوئے تھے انهیں گرفتار کر کے جامع مسجد جلاڈالی۔ حمص کے گرجا میں اس نے نماز ادا کی۔ یهاں سے وه یحییٰ بن زکریا نبی کا سر لے گیا [۱]۔ پھر اس نے قلعه عرقه کا محاصره کیا، جو طرابلس الشام سے مشرق کی جانب، چار فرسخ کے فاصله پر، ساحل بحر سے هٹا هوا، کهر کوه پر واقع تھا۔ یه قلعه بھی فتح هوا، اور باشندے قید کرلئے گئے۔ پھر وه طرابلس آیا، اور سواد شهر کو فتح کیا۔ طرابلس کے باشندوں نے اپنے حاکم کو اس کے سوء سیرت کی وجه سے نکال دیا تھا، اور شهر تقریبا خالی تھا۔ پھر اس نے جبله فتح کیا۔ اور وهاں سے اس نے لاذقیه کا راسته لیا، جسے اس کے حاکم ابوالحسن علی بن ابراهیم بن یوسف الفصیص نے اس کے حوالے کر دیا۔ چونکه قیصر اس کے باپ دادا سے واقف تھا، اس لئے اس کی اطاعت کے بدلے میں اس نے لاذقیه کو امان دی، اس کے ساتھ نه صرف صلح نامه کیا، بلا اسی کو وهاں کا حاکم مقرر کر کے "سر دغوس" کا خطاب بھی دیا۔ اب یهاں سے وه انطاکیه کی طرف پلٹا۔ لیکن اسے اطلاع مل چکی تھی که اهل انطاکیه ذخائر و اسلحه جمع کر کے مقابله کے لئے تیار هیں۔ اس لئے اس نے صرف سواد شهر کو لوٹنے اور اهل شهر سے بهت سا مال وصول کرنے پر اکتفا کی۔ ایك لاکھ قیدی اس کے ساتھ تھے وه بھی اس طرح که صرف نوجوان مرد عورت کو گرفتار کرتا تھا، ادھیڑ، بوڑھوں اور بچوں کو یا تو قتل کردیتا تھا یا چھوڑ دیتا تھا۔ نقفور نے جزیرے پر بھی فوجیں بھیجی تھیں، جو کفر توثا تك پهنچیں انهوں نے شهروں کو لوٹا جلایا قیدی بنائے اور واپس چلی

۱۔ ابن تغری بردی (ج ۲۔ ص ۳۹۳) نے سر هی لکھا هے۔ لیکن یوروپین مصنف لکھتے هین که وهاں اسے سر کے چند بال ملے تھے جنهیں عیسائی یحییٰ بن زکریا کے بال سمجھتے تھے، اور اس وجه سے ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اسکے علاوه اس مهم میں نقفور فوکس کو اور بھی بهت سے قابل قدر تبرکات" دستیاب هوئے تھے۔ دیکھو فنلے۔ ج ۲۔ ص ۳۳۱ +

گئیں - نقفور کا قیام شام میں صرف دو مہینے رہا ، لیکن اس مختصر عرصه میں ان قریوں کو چھوڑ کر جن کی تعداد معلوم نہیں اور جو یونانیوں کے هاتھ تباہ هوئے، اس نے اٹھارہ ایسے شہر فتح کئے جن میں جامع مسجدین تھیں [1] -

انطاکیه کو وہ فتح نه کرسکا - موسم سرما سر پر کھڑا تھا - اس لئے انطاکیه کے محاصرے اور فتح کو آئندہ بہار تك ملتوی کردیا گیا - لیکن اس غرض سے که انطاکیه پر نظر رکھی جاسکے اور خشکی اور سمندر کی جانب سے کمك اورسامان رسد کو روکا جاسکے اس نے قلعه بغراس تعمیر کرایا ، اور ایك بطریق میکائیل البرجی یا البرعی (Burtze) کو قلعدار بنا کر گرد نواح کے حاکم کو حکم دیا که البرجی کا محکوم رہے - چونکه انطاکیه فتح کر کے نقفور خود شہرت دوام حاصل کرنا چاهتا تھا، اس لئے اس نے اپنے ماتحت افسروں کو صریحا حکم دیا که وہ اسے فتح کرنے کا خیال بھی دل میں لائین [2] -

— ۴ —

ادهر یه افواهین گرم تھین که نقفور موسم سرما میں هی انطاکیه کا محاصرہ کریگا اور آس سے فارغ هوکر حلب پر حمله آور هوگا - اس لئے قرعویه نے سعدالدوله کو مشورہ دیا که ان مصائب سے بچنے کے لئے وہ حلب سے چلا جائے - سعدالدوله نے اس مشورے کو قبول کرلیا، اور بایس چلا گیا - اب قرعویه نے اسے لکھا که" تو اپنی ماں کے چلاجا، کیونکه اهل حلب نه تونیری حکومت کے خواهاں هیں، اور نه چاهتے که تو ان کے شہر میں واپس آئے"- پھر قرعویه نے اهل حلب سے عهد و پیمان کئے،اور حلف اٹھا کر اور اٹھوا کر ان کی توثیق کی - اس طرف سے مطمئن هوکر قرعویه نے ظاهر کیا که وہ قلعے کو مستحکم اور فصیل کو دوبارہ تعمیر کرانا چاهتا هے -

سعد الدوله حلب پر دوبارہ قبضه کرنے سے بالکل مایوس هوچکا تھا ' خصوصا اس وجه سے که خود اس کے اهل خاندان ، یعنی ناصرالدوله کا بیٹا ابو تغلب اور دوسرے لوگ قرعویه کے همدرد بن گئے تھے، اور قرعویه نے خطبے میں اس کا نام لینے کی ممانعت کردی تھی - لهذا سعدالدوله نے سوچا که میا فارقین اور اورازن هوتاهوا حران چلاجائے اور وهین مقیم هو- مگر حران کے باشندے بھی آس کے داخلے کے مانع هوئے - جب آس نے اپنے قاصدوں کے ذریعے انهیں انعام و اکرام کے وعدے دئے تو اهل شہر نے اسے صرف اتنی اجازت دی که شہر کے باهر رہ کر دو دن کے اندر اندر کافی سامان خورا ك جمع کر کے وهاں سے چلا جائے - ایسی حالت میں سعدالدوله اپنی ماں کے پاس میا فارقین جانے پر مجبور رهوا، اور اب آس کے بہت سے ساتھی بھی ابو تغلب سے جا ملے تھے - گو حران والے اس سے اس بری طرح پیش آئے تھے، اور وهاں آس کا

۱- ابن تغری بردی ج ۲ - ص ۳۹۳ + ابن اثیر ج ۸ حوادث سنه ۳۵۷ + ابن خلدون ج ۴ - ص ۲۴۴ + ابوالفداء ج ۲ - ص ۱۱۰ +

۲- فنلے ج ۲ - ص ۳۳۱ +

کوئی والی بھی موجود نہ تھا، لیکن خطبہ میں امی کے نام کا پڑھا جاتا تھا، اوروہان کےلوگون نےشہر کےانتظام کے لئے ایک جماعت یا ایک شخص کو پورے اختیارات دے دئے تھے۔ ۱

سعدالدولہ جب میافارقین پہنچا تو اُس کی والدہ کو معلوم ہوا کہ شہر کے اندربہت سے موالی اور کاتب اُس سے پھر گئے ھین، اور اس فکر میں ہیں کہ اُسے گرفتار کر کے قید کر دیں، جیسا کہ ابو تغلب اپنے باپ کے ساتھ پہلے کر چکا تھا۔ اُس کی ماں نے ان لوگوں کو شہر سے باھر نہیں نکالا۔ بلکہ خود اپنے بیٹے پر دروازے بند کر دئے، یہاں تک کہ فوج کی طرف سے مطمئن ہوگئی، اور جن کی طرف سے خطرہ تھا اُنہیں نکال دیا۔ پھر اُس نے شہر کے دروازے کھول دئے، اور اھل فوج کو انعام و اکرام دے کر خوش کر دیا ۲۔ سعدالدولہ کچھ دن وھان ٹھیرا اور پھر حماۃ کا رخ کیا۔

قرعویہ نے محرم سنہ ۳۵۸ ھ (نومبر یا دسمبر سنہ ۹۶۸ ع) میں حلب پر قبضہ کیا تھا، اور اپنے ایک مولا بکجور کو، جس کا نام آگے چل کر تاریخ میں اکثر آئے گا، وھان کا امیر مقرر کیا۔ قرعویہ اور بکجور دونون کا نام خطبے میں لیا جاتا تھا، مگر سکے پر صرف بکجور کا نام تھا۔ قرعویہ حاجب تھا، اور بکجور امیر حلب۔

اس اثناء میں سعدالدولہ نے ادھر اُدھر سے فوجیں جمع کرنا شروع کیں۔ معرۃ النعمان کا حاکم، زھیر، سیف الدولہ کا ایک مولا تھا، اور اب تک سعدالدولہ کا وفادار تھا۔ اُس نے موالی کی ایک بڑی تعداد منبج میں جمع کی، اور سعد الدولہ بھی وھیں چلا گیا۔ انہیں ساتھ لےکر رمضان سنہ ۳۵۸ ھ (جولائی اگسٹ سنہ ۹۶۹ ع) میں اُس نے حلب کے سامنے اپنی چھاؤنی قائم کی۔ تین مہینے تک ایک طرف زھیر اور دوسری طرف قرعویہ اور بکجور میں جنگیں ہوتی رھیں۔ ان میں یقیناً سعدالولہ کو غلبہ حاصل ہوا ہوگا۔ کیونکہ قرعویہ نے الرجی سے مدد مانگی۔ وہ مدد کے لئے تیار بھی ہوگیا، مگر اچانک اُس نے اپنا رخ انطاکیہ کی طرف پھیر دیا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ انطاکیہ کی حالت روز بروز خراب ہوتی جارھی تھی۔ باوجود اس کے کہ ھروقت یونانیون کا خدشہ لگا ہوا تھا، مسلمانون میں نفاق و شقاق کا زور تھا۔ ایک مفسدہ پرواز شخص رعیلی یا زعیلی نے وھان کے اصلی حاکم کو قتل کر کے خود شہر پر قبضہ کر لیا تھا، اور ایک بڑی جماعت اُس کے ساتھ ہوگئی تھی ۳، شہر میں امن و امان مفقود تھا، اور اُس کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ایسی حالت میں شہر کے خلاف سازشیں بآسانی کامیاب ہوسکتی تھی۔ نقفور واپس جا چکا تھا، لیکن اُس کے جانے کے بعد یونانیون نے قلعہ بوقا یا لوقا کا محاصرہ کیا۔ یہان کے رھنے والے عیسائی تھے۔ وہ یونانیون سے مل گئے، یہ فیصلہ ہوا کہ لوقا والے انطاکیہ جائیں، اور یہ ظاہر کریں کہ وہ یونانیون کے ظلم و ستم سے بھاگ کے

۱- ابن خلدون ج ۴ - ص ۲۲۴ + ابن اثیر ج ۸ - حوادث سنہ ۳۵۸ +

۲- ابن خلدون ج ۴ - ص ۲۲۴ + ابن اثیر ج ۸ - حوادث سنہ ۳۵۸ +

۳- ابن تغری بردی ج ۲ - ص ۲۰۴ +

ھیں ، اور وھان بس جانے کے بعد شہر کے حالات سے یونانیون کو باخبر رکھیں ۔ اس تدبیر پر عمل کیا گیا ۔ ان لوگون نے انطاکیه کے عیسائیون سے سازشیں کیں ، اور بالآخر البرجی کے جاسوس نے آسے اطلاع دی که انطاکیه فوج سے خالی ، اور بغیر کسی حاکم کے ھے ' مسلمانون نے فصیل شہر کو غیر محفوظ چھوڑ رکھا ھے ، اور نگھبان غافل ھیں ۔ عرب مورخون نے لکھا ھے که یه خبر سن کر البرجی اور نقفور کا [1] بھائی وھان پہنچے ۔ چالیس ھزار آدمی ان کے ساتھ تھے ۔ انہون نے شہر کا محاصرہ کیا [2] ۔ یونانی اس طرف سے پہاڑی پر چڑھے جہان اھل لوقا موجود تھے ، اور انہیں راسته بتا رھے تھے ۔ اھل شہر نے یه دیکھ کر سمجھ لیا که یه حصه فتح ھو گیا ھے ۔ انہون نے فصیل کو خالی چھوڑ دیا ۔ اب یونانیون نے بآسانی شہر فتح کر لیا ۔ جو لوگ گھبراھٹ میں گھرون سے نکل کر باب الجنان پر جمع ھو گئے تھے یا تو قتل ھوئے اور یا گرفتار کئے گئے ۔ دوسرون نے اپنے گھروں کو آگ لگا دی اور اس طرح یونانی ان تک نه پہنچ سکے ۔ اس کے بعد مسلمانون نے شہر کے وہ دروازے جو سمندر کی طرف تھے کھول دئے ، اور اپنی جان بچا کر بھاگے ۔ رعیلی بھی انہیں دروازون سے پانچ ھزار آدمیون کے ساتھ بھاگ گیا ۔ حسب دستور یونانیون نے بوڑھون اور بچون کو چھوڑ دیا که جہان جی چاھے چلے جائیں ، اور بیس ھزار نوجوان لڑکون اور لڑکیون کو گرفتار کر کے لے گئے [3] ۔ اس طرح تین سو اٹھائیس برس مسلمانون کے قبضے میں رھنے کے بعد انطاکیه پھر بازنطینی سلطنت کا ایک جزو بن گیا ۔ اس عظیم الشان فتح کے صلے میں نقفور نے اپنے دونون بہادر افسرون کو معزول کر دیا ۔ شہر کا یه حشر ھوا که آس کا ایک حصه آگ کے نظر ھوا ، جامع مسجد میں سور باندھے گئے ، گو بعد میں آسے ایک باغ میں تبدیل کر دیا گیا ' اور پہاڑی پر ایک قلعه تعمیر کرایا گیا ۔

— ۵ —

فتح انطاکیه کے بعد ھی نقفور فوکس ، قیصر قسطنطنیه ، قتل ھوا ۔ مسلمان مورخون کے مطابق نقفور در حقیقت طرسوس کے ایک مسلمان ابن القصّاص یا ابن القفاس کا بیٹا تھا ، جو عیسائی ھو گیا تھا [4]

رومانوس دوم کا انتقال سنه ۳۵۲ھ (سنه ۹۶۳ ع) میں ھوا ۔ آس نے ایک بیوہ تھیوفینو اور دو بیٹے بسیل اور قسطنطین چھوڑے ، اور مرنے سے پہلے اپنی بیوہ کو وکیل مطلق مقرر کیا ۔ اس وقت نقفور فوکس ایشیاء میں سپه سالار کی حیثیت سے نام پیدا کر چکا تھا ۔ تھوڑی ھی مدت میں اپنے بھتیجے یا بھانجے یانس شمشقیق

۱ - نقفور کے بھائی سے مراد یہاں یانس شمشقیق ھے جو در اصل اس کا بھتیجا یا بھانجا تھا ۔ مسلمان مورخون نے غلطی سے اسے بھائی لکھه دیا ھے ، اور روایت یه ھے که البرجی کے ساتھ بطرس الاسطر ابدرج (Stralopedarch) تھا ، جو اس نواح کا حاکم تھا ۔ دیکھو فنلے ۔ ج ۲ ۔ ص ۳۳۱ +

۲ - انطاکیه کی فصیل کے حالات کے لئے دیکھو فنلے ج ۲ ۔ ص ۳۳۱ ۔ حاشیه زیرین ۲ +

۳ - ابن تغری بردی ۔ ج ۲ ۔ ص ۴۰۶ +

۴ - تغری بردی ج ۲ ۔ ص ۴۲۶ — ابن اثیر ج ۸ حوادث سنه ۳۵۹ + ابن خلدون ج ۴ ص ۲۲۵ + ابوالفداء ج ۲ ۔ ص ۱۱۱ + یورپ کے مورخ ظاھر ھے که اسے نہیں مانتے ۔ وہ نقفور کو قبادوشیه کے ایک معزز خاندان فوکس سے بتاتے ھیں ۔ لیکن مسلمان مورخوں کا بیان کوئی اچھنبے کی بات نہیں ۔ چنانچه دیکھو فنلے ۔ ج ۲ ۔ ص ۳۳۲ ۔ حاشیه زیرین ۱ +

کے اکسانے پر اس نے قیصر ہونے کا دعوی کیا اور کامیاب ہوا، اور تھیوفینو سے شادی بھی کرلی۔ اس کے بعد اسلامی ممالک میں اس نے جو فتوحات حاصل کیں اور جو ظلم ستم ڈھائے ان کے حالات بیان ہوچکے ہیں۔ ہر قسم کے قطرون کا ازالہ کرنے کے بعد اس نے بسیل اور قسطنطین کو محروم الارث کرنا چاہا۔ مسلمان مورخوں کا بیان ہے کہ انہیں خصی کرکے حکومت کے ناقابل بنانا چاہتا تھا۔ تھیوفینو کو یہ ناگوار گذرا، اور اس نے یانس شمشقیق سے سازباز کیا۔ اسی نے خفیہ طور پر یانس اور اس کے آدمیوں کو عورتوں کے بھیس میں محل میں داخل کیا، اور ان لوگوں نے راتوں رات محل ہی میں نقفور کو قتل کر ڈالا۔ تھیوفینو کو امید تھی کہ یانس اس سے شادی کرے گا، بلکہ اسی امید پر اس نے یانس سے سازباز کیا تھا۔ مگر یہ امید پوری نہ ہوئی۔ اس کے بجائے تھیوفینو کو جلا وطن کردیا گیا۔ یانس نے رومانوس کے دونوں بیٹوں کو برائے نام سیزر کا لقب دیا، اور خود قیصر بن بیٹھا۔ مسلمان مورخ اس قیصر کا ذکر نہیں کرتے، بلکہ اسے صرف «ملك روم» لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ نقفور کے بعد بسیل ہی قیصر ہوا تھا۔

نقفور نے مسلمانوں کے ساتھ جیساکچھ سلوک کیا وہ ظاہر ہے۔ لیکن باوجود اس کے مسلمان مورخ اس کی قدر کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مورخ لکھتا ہے: کان شجاعاً، مدبراً، سیوساً۔ لم یر مثله من عهد اسکندر ذی القرنین۔ هو الذی افتتح حلب و اخذها من سیف الدوله۔ ولم یأخذ حلب احدٌ قبله من ملوك الروم۔ فعظم بذلك فی اعین الروم و ملکوه علیهم [1]۔

اس سال خود اسلامی سیاسیات میں ایک زبردست تبدیلی واقع ہوئی۔ سنه ۳۵۸ میں خلیفه معز فاطمی کے سپہ سالار جوہر قائد نے مصر پر قبضه کیا تھا۔ لیکن اول تو مصر پر مستقل قبضه اس وقت تك نہیں رہ سکتا تھا، جب تك شام کو زیر سیادت نه لایا جائے، اور اس کے علاوہ بنو طغج میں سے حسن بن عبدالله بن طغج بھی دوسرے فوجی افسروں کے ساته فتح مصر کے بعد شام بھاگ گیا تھا۔ اس کا اس طرح آزاد رہنا خطرے سے خالی نه تھا۔ اس لئے جوہر نے جعفر بن فلاح کو اس کے تعقب میں بھیجا۔ اس طرح فتح مصر کے بعد ہی فاطمیین کو شام کے معاملات میں مداخلت کرنی پڑی۔ جعفر نے حسن بن عبدالله کو گرفتار کرکے مصر بھیج دیا، اور پھر رمله اور طبریه پر قبضه کرنے کے بعد جعفر نے دمشق کا رخ کیا۔ یہاں ایك شریف ابوالقاسم بن ابی یعلی نے اوباشوں کو جمع کرکے جعفر کی مزاحمت کی۔ بالآخر بہت کچھ کشت و خون کے بعد شہر پر قبضه ہوا، اور شریف ابوالقاسم کو گرفتار کرکے مصر بھیج دیا گیا۔ جعفر ہی دمشق کا پہلا فاطمی حاکم مقرر ہوا۔ یه واقعه ذی الحجه سنه ۳۵۹ ھ کا ہے۔ سنه ۳۶۰ میں خود خلیفه معز افریقه سے مصر میں منتقل ہوا [2]۔

۱۔ ابن تغری بردی ج ۲۔ ص ۳۳۶ +

۲۔ ابن خلدون ج ۴۔ ص ۴۸ + ابوالفداء ج ۲۔ ص ۱۰۹ + ابن تغری بردی ج ۲۔ ص ۴۰۹ +

عراق میں بنی بویه کا دور دوره تها ۔ گو ان کا دائره عمل درحقیقت عراق و ایران تها، اور شام سے انهین کوئی دل چسپی نه تهی لیکن ان کا قرب، جیسا که آئنده ظاهر هوگا، هرحال میں سعدالدوله کے لئے باعث خطره تها ۔

اس سے اندازه هوگا که سنه ۳۰۹ مین سعدالدوله هر طرف دشمنوں سے گهرا هوا تها، اور هر دشمن کی نظر اس کی چهوٹی سی پامال سلطنت پر تهی ۔ خود اس میں اتنی طاقت نهیں تهی که وه بوقت واحد ان تینوں دشمنوں کا مقابله کر سکے ۔ اس لئے سنه ۳۰۹ کے بعد هم دیکهتے هیں که وه کبهی فاطمیین کی طرف مائل هوتا هے. اور خطبے میں ان کا نام لے کر، اپنے آپ کو ان کا مطیع ظاهر کر کے ان سے محفوظ رهنا چاهتا هے ۔ کبهی وه بنی بویه کی طرف جهك جاتا هے، اور کبهی یونانیوں سے مدد کا طالب هوتا هے ۔ مگر حقیقی امان اسے کبهی اور کهیں نهیں ملتا، اور اسے برابر پریشانیوں سے دوچار هونا پڑتا هے ۔

--٦--

اب هم پهر سعدالدوله کی طرف رجوع کرتے هین ۔ هم دیکهه آئے هیں که سنه ۳۰۸ میں جب یونانی انطاکیه کی فتح میں مصروف تهے، سعدالدوله حلب کا محاصره کر رها تها ۔ فتح انطاکیه کے بعد پهر یونانی حلب کی طرف متوجه هوئے تاکه قرعویه کو مدد پهنچائیں ۔ ان کی نقل وحرکت کی اطلاع جب سعدالدوله کو هوئی تو اس نے محاصره اٹهالیا، اور جنگلوں کی راه، اور وهاں سے معرة النعمان چلا گیا ۔

دوسری طرف سعدالدوله کے عزیز واقارب نے اس کی پریشانیوں سے فائده اٹهانا چاها ۔ وه ابهی حلب کا محاصره هی کر رها تها که ابوتغلب میافارقین پهنچا ۔ سعدالدوله کی والده نے اسے شهر میں داخل هونے نهیں دیا، اور ایك قاصد بهیج کر دریافت کیا که اس کا مقصد کیا هے ۔ ابو تغلب نے کها که وه دشمنوں سے لڑنا چاهتا هے اور مدد کا طالب هے ۔ اس نے دولاکه درهم اس کے پاس بهجوادئے، مگر ابو تغلب نے اس پر قناعت نهیں کی، اور نصیبین کے قریب ایك جاگیر کا مطالبه کیا جو سیف الدوله کی ملك تهی ۔ اب سعدالدوله کی والده نے ایك طرف تو ابو تغلب سے خط وکتابت جاری رکهی، دوسری طرف جنگ کی تیاری شروع کی ۔ اس نے مرحوم شوهر کے ان موالی کے پاس، جو ابو تغلب کے ساتهه تهے، پیغام بهیجا که ان کا حقیقی فرض یه هے که اپنے مرحوم آقا کی بیوه کی مدد کرین، نه یه که اس کے خلاف لڑنے کے لئے تیار هو جائین ۔ اس طرح ان کی طرف سے مطمئن هو کر اس نے ابو تغلب پر شبخون مارا، اس کی چهاؤنی لوٹ لی اور اس کے پچاس آدمی بهی قتل کرادئے ۔ ابو تغلب وهاں سے بهاگا، اور جاتے جاتے سعدالدوله کی والده کو کهلا بهیجا که اب وه پهر کبهی میافارقین کا رخ نهیں کریگا ۔ اس کا جواب اس اولوالعزم اور بلند حوصله عورت نے یه دیا که ابو تغلب کے حاجب کو جو گرفتار هوا تها رها کردیا، جو سامان لوٹا تها وه بهی واپس کردیا، اور ایك لاکه درهم ابو تغلب کے پاس بهجوادئے [۱] ۔

۱- ابن خلدون ج ۴ : ص ۲۴۴ +

سعدالدولہ نے جب حلب کا محاصرہ اٹھا لیا تو یونانیوں نے خودشہر فتح کرناچاہا، اور وہاں خیمہ انداز ہوئے۔ انہوں شہر کے شمالی حصہ پر ہلہ کیا اور قلعہ کے راستے مسدود کر دئے۔ بالآخر قرعویہ اور یونانیوں میں ایک معاہدہ ہوا۔ اس کے مطابق قرعویہ نے اپنی موت تک یونانیوں کی سیادت قبول کی، اور بکجور کو اپنا جانشیں تسلیم کیا۔ اس عہدنامہ کے شرائط یہ تھین کہ ہر شخص کے لئے، خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا، جو اس طرح بذریعہ صلح فتح شدہ مقامات کا باشندہ ہو، ایک دینار ادا کیا جائیگا۔ اس کےعلاوہ حسب ذیل علاقوں سے سات لاکھ درہم سالانہ خراج ادا کیا جائیگا: جُوزیہ، سلمیہ، حماۃ، شیزر، کفرطاب، افامیہ، معرۃ النعان، حلب، جبل السماق، معرۃ المصّرین، قنسرین، اثارب، اور گرد و نواح کے وہ تمام قلعے جو اثارب سے متعلق ہوں، اس کے بعد احارب، ماسوفان، کمار، برصایا، اور وہ تمام میدانی علاقہ جو عزاز کے پاس سرحد تک چلا گیا تھا۔ اس کے سوا باقی علاقہ یونانی مقبوضہ تصور ہوگا۔ اس عہد نامہ کے مطابق اب سرحد برصایا کے شمال کی طرف دریائے ابوسلیمان جاتی تھی، اور پھر فج سنیاب، نافودہ، ادانہ، تل جامد سے ساجور تک، اور آخر دریائے ابوسلیمان اور فرات کے مقام اتصال پر سرحد مکمل ہو جاتی تھی۔ قرعویہ اور بکجور کی وفات کے بعد قیصر اہل حلب مین سے ہی ایک کو وہاں کا حاکم بنائے گا، لیکن مسلمانوں کو حق نہ ہوگا کہ اپنی طرف سے کسی کو حاکم منتخب کرین۔ یہ بھی قرار پایا کہ اس علاقے کے عیسائیوں سے کوئی محصول وصول نہیں کیاجائے گا، خواہ وہ جائداد منقولہ رکھتے ہوں یا غیر منقولہ۔ اگر کوئی اسلامی فوج یونانی علاقے پرحملہ کرنے کا قصد کرے تو قرعویہ سمجھا بجھا کر اسے اس ارادے سے باز رکھے گا، اور اگر ضرورت پڑے توبزور شمشیر فوج کا رخ پھیر دے گا۔ لیکن اگر کمزوری کے سبب وہ ایسا نہ کرسکتا ہو تو فوراً قیصر کو خطرے سے آگاہ کر کے مدد چاہے گا۔ اگر قیصر یا اس کی فوج کا سپہ سالار اسلامی علاقے میں سے گزرنے کا ارادہ کرے تو بکجور بذات خود معینہ مقام تک اس کی پیشوائی کریگا، اور ان کے داخلے کے بعد زیر عہد نامہ علاقے سے دیہات کے لوگ راہ فرار اختیار نہیں کرینگے، بلکہ ہر ایک طرح کی ضروریات زندگی فوج کے ہاتھ فروخت کرینگے، سوائے علوفہ کے، جو فوج کی آمد پر بلاقیمت یونانیوں حوالے کردیا جائے گا۔ یونانی فوج کے اسلامی علاقے مین داخل ہونے کے بعد سے سرحد پر واپسی تک امیر حلب برابر فوج کے ساتھ رہےگا۔ جب یونانی فوج کسی غیر مسلم کے خلاف لڑرھی ہو تو امیر بھی یونانیوں کے حلیف ہونے کی حیثیت سے اُن کا ساتھ دےگا، ان کے سپہ سالار کے ماتحت کام کریگا۔ تبدیل مذہب پر کوئی بازپرس نہین کی جائیگی۔ کوئی غلام یا کنیز تبدیل مذہب کے بعد اپنے آقا کے پاس سے بھاگ جائے تو مسلمان اسے چھپائیں گے نہیں؛ بلکہ اس کی اطلاع یونانیو کو دینگے، اور غلام کے بدلے چھتیس، کنیز کے بدلے بیس اور لڑکا یا لڑکی کے بدلے پانچ یونانی دینار ادا کرینگے۔ اگر نیا آقا یہ رقم ادا نہ کرسکتا ہو تو امیر خود تین دینار غلام کو دےکر یونانیوں کے پاس واپس بھیج دیگا۔ لیکن کوئی غلام مسیحیت قبول کرلے تو امیر کو فوراً اسے واپس کرنا پڑیگا۔ جب کوئی مجرم یونانی علاقے میں ارتکاب جرم کے بعد محض سزا سے بچنے کے لئے اسلامی علاقے میں پناہ لے تو امیر اسے یونانی حاکم کے حوالے کردیگا۔ جب کو یونانی اسلامی علاقے میں آئے تو اس کے کاروبار مین رکاوٹ نہین پیدا کی جائے گی، لیکن کوئی مسلمان جاسوس یونانی

علاقے میں پایا گیا تو قید کر دیا جائے گا۔ مسلمان کوئی نیا قلعه تعمیر نہیں کرینگے، نه مسمار کرینگے۔ تباه شده قلعوں کی مرمت کرنے کا انہیں حق ہوگا۔ مسلمان اپنے کسی ہم مذہب امیر کو پناه نہیں دینگے، اور قرعویه اور بکجور کے سوا کسی اور امیر سے خط و کتابت بھی نہیں کرینگے۔ یونانیون کو حق ہوگا که مسمار شده گرجاؤں کی مرمت کرالیں۔ جب بطریرك یا کوئی اور اسقف اسلامی علاقے میں سے گذرے گا تو مسلمان اس کی مناسب حال عزت و تکریم کرینگے۔ ایسے محصول جن کا تعلق یونانی علاقون سے بھی ہو، ان کی وصولیابی میں قرعویه اور بکجور کے محصولون کے ساته یونانی محصل بھی رهینگے۔ قیمتی اشیاء، مثلا سونا، چاندی، ریشمی کپڑے یا پکا ریشم، جواهرات، موتی اور زربفت کے محاصل قیصر کے محصل وصول کرین گے۔ لیکن معمولی اشیاء جیسے سوتی اور کتانی کپڑے اور مویشی وغیره کے محاصل قرعویه، اور اس کے بعد بکجور وصول کریگا۔ ان دونون کی موت پر یه محاصل بھی قیصرهی کی طرف سے وصول کئے جائینگے۔ کوئی یونانی قافله حلب کی طرف سفر کریگا تو سرحد کا حاکم اس کی اطلاع امیر کو کریگا، اور امیر کا کوئی نمائنده اس کی پیشوائی کرکے اسے حلب پہنچادے گا۔ اگر اس قافلے پر بدویا مسلمان حمله آور هون تو امیر تمام نقصان کی تلافی کریگا (۱)۔

یه معاهده ماه صفر سنه ۳۵۹ (ڈسمبر سنه ۹۶۹ یا جنوری سنه ۹۷۰) میں طاهر نامی ایك هاشمی کی معرفت جوحلب مین متوطن تھا، تکمیل کو پہنچا۔ قرعویه اور بکجور کے علاوه شہر کے عمائد نے حلف اٹھا کر اس کی توثیق کی۔ بطور ضمانت حسب ذیل یرغمال یونانیون کے حواله کئے گئے:- ابوالحسن بن ابواسامه، کسرے بن قصور، ابن ابی عیسے کا نواسه، ابوالحسن الخشاب کا بھائی، ابوالحسن بن ابوطالب، هاشمیون میں سے ابوالطیب، ابوالفرج العطار، اور قرعویه کا مولا یمن۔ اب یونانی حلب سے چلے گئے۔ قرعویه شہر کا مالك اور بکجور کے ساته وهان کا حکمران رها (۲)۔

-۷-

اس واقعه کے بعد جوکچه هوا وه ایك حد تك تاریك هے۔ بعض مورخون کا خیال هے که سنه ۳۵۹ مین هی سعدالدوله حلب کا بادشاه هوگیا تھا (۳)، اور بعض کہتے هین که وه سنه ۳۶۰ تك وهان کا دوباره مالك نہین بن سکا تھا (۴)۔ اس اختلاف کی وجه یه معلوم هوتی هے که قرعویه اور بکجور کے زمانۂ بغاوت میں بھی ممکن هے که خطبے میں سعدالدوله کا نام لیا جاتا رها هو، اور اسے مورخون نے حلب پر اس کے قبضے کا مترادف سمجه لیا هو۔ بهر حال سعدالدوله اور قرعویه دونون فاطمی خلیفه کا نام

۱۔ ابن خلدون ج ۴-ص ۲۴۴، ۲۴۵ + لیکن جہاں تك همیں معلوم هو سکا کسی مسلمان مورخ نےیه تمام تفصیل بیان نہین کی۔ فریتاگ (ص ۲۳۲ ۲۳۴) میں یه پوری تفصیل موجود هے۔ مگر وه کوئی سندنہین دیتا۔ اس لئے اس کی پوری ذمه داری فریتاگ پرهی هے۔

۲۔ فریتاگ ص ۲۳۴ +

۳۔ ابوالفداء ج ۲۔ ص ۱۱۶ +

۴۔ ابن تغری بردی ج ۲۔ ص ۴۲۷ + ابن خلدون ج ۴۔ ص ۲۴۶ +

خطبے مین لیتے تھے' اور اس نے انہین خلعتین بھی عطا کی تھین' یعنی اب وہ فاطمین کے مطیع ہوگئے تھے۔ لیکن اُس وقت سعدالدوله حلب کا مالك نہین ہوا تھا' اور حمص مین مقیم تھا۔

حلب پر سعدلدوله کے حقیقی قبضے کی تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے کہ یونانی معاہدہ کے بعد بکجور کی قوت و طاقت مین برابر اضافه ہوتا گیا، یہان تك که خود قرعویه بھی اس سے مغلوب ہوگیا، اور بکجور نے اسے قلعے میں قید کر دیا۔ تقریبا چھ سال تك وہ اسی حالت میں رہا۔ اب قرعویه کے دوستون نے سعدالدوله سے خط و کتابت شروع کی، اور اسے بتایا که حلب کی حالت ناگفته به ہے اوراس پر آسانی سے قبضه کیا جاسکتا ہے۔ سعدالدوله اس وقت تك حمص ہی میں مقیم تھا۔ اُس نے قبیلۂ کلاب کو اپنا حلیف بنایا' اورحمص کے علاقے مین انہین جاگیرین عطا کین۔ پھر اس نے اس قبیلے کی مدد سے معرۃ النعمان کا محاصرہ کیا، جس پر حمدانیون کا ایك مولا زہیر قابض' اور اب سعدلدوله کا مخالف تھا۔ محاصرہ آخر کامیاب ہوا، اور زہیر نے مجبور ہوکر ان حمدانی موالی سے جو سعدالدوله کی فوج مین تھے نامه و پیام شروع کیا۔ اس وعدہ پر که وہ اسے سعدالدوله کے حوالے نہین کرینگے وہ ان کے پاس چلا آیا۔ لیکن ان لوگون نے وعدون کا پاس کئے بغیر اسے سعدالدوله کے حوالے کردیا۔ بطور انعام سعداندوله نے انہین شہر لوٹنے کی اجازت دی، اور زہیر کو قلعۂ افامیه میں قید کردیا۔ یہین اُس کا انتقال ہوگیا۔ معرۃ النعمان کی فتح کے بعد سعدالدوله نے حلب کا رخ کیا۔ بکجور نے فوراً یونانیون سے مدد مانگی، اور شہر حوالے کردینے کے علاوہ ایك بڑی رقم ادا کرنے کا بھی وعدہ کیا۔ لیکن نیا قیصر یانس شمشقیق روسیون سے جنگ مین مشغول تھا۔ اس لئے یونانیون نے اس طرف کوئی توجه نہیں کی۔ سعدالدوله نے محاصرہ مین تشدد کیا' اوراهل شہر نے بالآخر برج الجنان اس کے حوالے کردیا' اورشہر کا آھنی دروازہ گرا دیا۔ اس طرح رجب سنه ۳۶۵ مین چار مہینے کے محاصرہ کے بعد سعدالدوله نےحلب کو بزورشمشیر فتح کیا (۱)۔ لیکن اُس نےخونریزی کی ممانعت کر دی، اور اهل شہر کو امان کا یقین دلایا۔

بکجور شہر سے ہاتھ دھوکر قلعه نشین ہوگیا، اور مقاومت کی تیاری کی۔ سعدالدوله نے بھی قلعے کا محاصرہ کیا۔ لیکن محصورین بہت جلدی سامان خوراك کی کمی سے عاجز آگئے۔ بکجور نے صلح کے لئے خط و کتابت شروع کی۔ ابوالحسن علی بن حسین المغربی کاتب کی وساطت سے صلح کے شرائط طے پائے۔ ان کے مطابق بکجور نےاپنے اور اپنے ساتھیون کے لئے امان حاصل کی' اور سعدالدوله نے وعدہ کیا حمص کی حکومت اس کے سپرد کر دی جائیگی۔ مگر بکجور نے مزید اطمینان کے لئے اس کی توثیق چاہی' اورعمائد بنی کلاب نے اس کی ضمانت دی۔ چنانچه اس نے حلب کا قلعه سعدالدوله کے حوالے کردیا، اور خود بطور حاکم حمص چلا گیا (۲)۔ ابوالحسن بن حسین المغربی کو سعدالدوله نے کاتب بنا کر

۱۔ ابن اثیر ج ۹۔ حوادث سنه ۳۶۲ ۔ ابن خلدون ج ۴ ۔ ص ۲۴۷۔ قریتاگ ۳۳۶' ۳۳۷ + ابن اثیر کے مطابق یه واقعه سه ۳۶۶ کا ہے۔

۲۔ ایضاً

بکجور کے ساتھ بھیجا۔ مورخون نے حمص مین بکجور کے نظم ونسق کی بہت تعریف کی ھے۔ تفصیل آگے آئی گی۔

حلب پر سعدالدولہ کا قبضہ مکمل ھوگیا تو اھل شہر نے جامع مسجد کو دوبارہ تعمیر کرایا، اور فصیل شہر کی مرمت کر کے اسے مستحکم کرلیا۔ بعض مورخون کا خیال ھے کہ سنہ ۳۶۷ مین سعدالدولہ نے اذان مین حی علی خیر العمل محمد و علی خیر البشر کے الفاظ بڑھائے تھے، اور بعض کا قول ھے کہ یہ تبدیلی سنہ ۳۶۸ یا سنہ ۳۶۹ مین ھوئی تھی۔ اس کا مطلب صریحا یہ تھا کہ سعدالدولہ اب اپنے آپ کو پوری پر فاطمی خلفاء کا مطیع سمجھتا اور ظاھر کرتا تھا، تاکہ اس سے محفوظ ھوجائے۔

ایک طرف تو سعدلدولہ اپنے آپ کو فاطمی خلیفہ کا مطیع ظاھر کررھاتھا، اور دوسری طرف ھم دیکھتے ھین کہ اس نے اپنے ایک ایلچی، ابوالحسن اسماعیل بن ناصر الحسنی کو سلطان عضدالدولہ کے پاس مبارک باد دینے کے لئے بھیجا تھا، دیار مضر کی فتح مین اس سے مدد کا طالب ھوا تھا، اس کی اطاعت قبول کی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ اس کا نام خطبے میں لیا جائے گا۔ عضدالدولہ نے ابواحمد الموسوی کو اس کی مدد کے لئے بھیجا، اور دیار مضر کی فتح کے بعد رقہ اور اس کے اعمال کو اپنے قبضے مین رکھ کر باقی علاقہ سعدالدولہ کے سپرد کردیا۔ خلیفہ طائع عباسی نے اس کے لئے خلعت بھیجی، سعدالدولہ کا خطاب عطا کیا، اور جن علاقون پر وہ قابض تھا ان کی حکومت اس کے سپرد کی۔ ظاھر ھے کہ خلیفہ نے یہ سب کچھ سلطان عضدالدولہ کے ایما سے کیا تھا، کیونکہ اس وقت خلفاء عباسیہ کا سیاسی اقتدار بالکل غائب ھوچکا تھا۔ عضدالدولہ نے بھی اسے ایک خلعت سے سرفراز کیا، اور خط مین "سیدی ومولائی و عدتی" کے الفاظ سے اسے مخاطب کیا۔ اب حلب اور اس کے نواح کی مسجدون مین پہلے خلیفہ طائع پھر عضدالدولہ اور پھر سعدالدولہ کا نام لیا جاتا تھا [۱]۔

معلوم ھوتا ھے کہ سنہ ۳۷۱ تک سعدالدولہ نہایت اطمینان سے بلا شرکت غیر سے حلب کا حکمران رھا۔ لیکن چونکہ وہ عضدالدولہ کو ایک بڑی رقم ادا کرچکا تھا اس لئے یونانیون کو وہ سالانہ خراج ادا نہ کرسکا جس کا فیصلہ گذشتہ عہد نامہ میں ھوا تھا کہ حکمران حلب ادا کریگا۔ اس لئے اب جمادی الاول سنہ ۳۷۱ دمستق باردیس فوکس Bardas Phocas حلب کے سامنے آموجود ھوا۔ دو دن بعد یونانی شہر کے باب الیہود پر حملہ کرنے کے لئے تیار ھوگئے۔ بہت طول وطویل خط وکتابت کے بعد یہ فیصلہ ھوا کہ ھر سال پوری وزن کے چار لاکھ درھم ادا کئے جائیں گے۔ پانچویں روز باردیس واپس چلا گیا۔

—۸—

سنہ ۳۷۲ میں سعدالدولہ اور اس کے حاکم حمص بکجور میں بگاڑ شروع ھوا۔ بکجور نے حمص پر والی مقرر ھونے کے بعد شہر کو دوبارہ تعمیر کرایا تھا، راستون کی حفاظت کی تھی اور وھاں کے رہنے

۱۔ مسکویہ ج ۲۔ ص ۳۹۲ + فریتاگ ص ۲۳۸ +

والوں کو مرفه الحال بنادیا تھا۔ اتفاق سے اسی زمانے میں دمشق قحط کا شکار ہو رہا تھا۔ وہاں کے رہنے والوں نے جب حمص کی خوش حالی کا حال سنا تو وہ حمص آنے لگے، اور شہر کی آبادی خوب بڑھ گئی۔ بکجور نے بھی اہل دمشق کے آنے اور وہاں بسنے میں سہولتیں پیدا کیں، اور ان کے لئے راستے محفوظ کر دیئے۔ اس کے علاوہ اس نے دمشق کو اتنا غله بھیجا که شہر کو قحط کی مصیبت سے نجات مل گئی۔ اس وقت دمشق کی سیاسی حالت یه تھی که ابو محمود ابراهیم بن جعفر خلیفه عزیز کی طرف سے وہاں کا والی تھا، مگر ایك اور امیر قسام اس پر حاوی تھا۔ آخر ابو محمود نے سنه ۳۷۰ میں وفات پائی۔ بکجور نے پہلے فاطمیین کی بڑی خدمت کی تھی اور ان کے علاقے کو عربوں سے محفوظ رکھا تھا۔ اب اس نے ابوالحسن المغربی کے مشورے سے خلیفه عزیز فاطمی سے خط وکتابت شروع کی اور درخواست کی که اسے دمشق کا حاکم مقرر کر دیا جائے۔ عزیز نے اسے لکھا که "ان تصیر الی بابنالنولیك دمشق"۔ سعدالدوله کو جب اس ساز باز کی اطلاع ہوئی تو اس نے بکجور سے مطالبه کیا که حمص خالی کر دے۔ اب بکجور نے عزیز کو لکھا که اپنا وعدہ پورا کرے۔ خود مصر میں ایسے حالات پیدا ہوگئے تھے که خلیفه عزیز کو اپنی تمام فوجیں شام سے واپس بلالینی پڑی تھیں۔ مجبوراً اس نے بکجور کو والی دمشق مقرر کر دیا اور اپنے سپه سالار بلتکین اور کاتب جیش منشا کو لکھا که دمشق کو بکجور حوالے کر کے وہاں سے واپس چلے آئیں۔ مگر بلتکین نے لیت ولعل کیا جس کی وجه آگے بیان ہوگی۔

اسی اثناء میں بکجور نے سعدالدوله کے تقاضوں کا جواب یه دیا که عزیز کو لکھا که حلب فتح کرنا نہایت آسان کام ہے، اور اس مقصد کے لئے فوجیں بھیج دی جائیں۔ عزیز نے دمشق کی فوجوں کا ایك حصه اس کے حوالے کیا، اور بکجور نے حلب کا محاصرہ کر لیا۔ ادھر حسب معاهدہ یونانیوں نے سعدالدوله کی مدد کی، اور دمستق بار دیس انطاکیه پہنچ گیا۔ یہاں سے مفرج بن دغفل بن الجراح نے، جو یونانیوں کے زیر سیادت انطاکیه کا حاکم تھا، بکجور کو اس کی اطلاع دی۔ بکجور نے فوراً محاصرہ اٹھا کر حمص کی راہ لی۔ یونانی فوج نے اس کا تعقب کیا۔ دمستق نے اہل حمص سے کچھ تعرض نہیں کیا، بلکه شہر میں داخل ہو کر وہاں کا کنیسه دیکھا اور براہ بقیعه طرابلس کی طرف روانه ہو گیا۔ اب اس نے اہل حمص کے پاس ایك قاصد بھیج کر مال کا مطالبه کیا، مگر اہل حمص نے عذر کیا که شہر تباہ حال ہے۔ اس لئے دمستق حمص واپس آیا، اور شہر کا محاصرہ کر کے اعلان کیا که جو لوگ چلے جائیں گے وہ امن میں رہینگے۔ یونانی لشکر شہر میں داخل ہوا، شہریوں کو گرفتار کیا، اور شہر کا ایك حصه اور جامع مسجد جلا ڈالی۔ لوگوں نے غاروں میں پناہ لی۔ لیکن ان کے منه پر آگ جلادی گئی، اور لوگ دھوین میں دم گھٹ کر مرگئے۔ یه واقع جمادی الاول سنه ۳۷۳ھ کا ہے۔ یه حمص کی دوسری لوٹ تھی۔ کہتے ہیں که خود سعدالدوله نے بکجور سے ڈر کر یونانیوں کو اس پر آمادہ کیا تھا۔ یه نقصان اٹھا کر بکجور کے وہ سپاہی جو عسکر دمشق سے تعلق رکھتے تھے اپنے سپه سالار بلتکین کے پاس واپس چلے گئے۔ اور بکجور اس انتظار میں رہا که کب قائد بلتکین وہاں سے نکلے اور وہ وہاں جائے۔

اس دیر کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ عزیز کے وزیر یعقوب بن کلس نے، جو پہلے مذہباً یہودی تھا اور بعد میں مسلمان ہوگیا تھا ۱، بلتکین کو لکھا تھا کہ دمشق بکجور کے حوالے نہ کرے۔ بکجور نے عزیز کو اس طرف متوجہ کیا اور وعدہ یاد دلایا۔ عزیز نے ابن کلس سے وجہ پوچھی۔ اس نے بکجور کے والی دمشق ہونے پر اعتراض کیا اور کہا کہ وہ وہاں بھی فساد مچائے گا۔ مگر عزیز کو وعدہ کا پاس تھا۔ اس لئے ابن کلس نے کاتب جیش منشاء بن ضرار کو حکم دیا کہ دمشق بکجور کے حوالے کردے۔ بلتکین اور منشا نے حکم کی تعمیل کی۔ اتوار کے دن غرۂ رجب سنہ ۳۷۳ کو یہ دونوں مصر روانہ ہوگئے، اور ۷۔ رجب کو بکجور والی شہر کی حیثیت سے دمشق میں داخل ہوا۔ اسے معلوم ہوچکا تھا کہ دیر کا اصلی سبب خود ابن کلس ہے۔ اس لئے اب دونوں میں دشمنی ہوگئی، اور بکجور نے عصیان اور طغیان کا آغاز کیا۔ اس نے باشندگان شہر اور خصوصاً ابن کلس کے آدمیوں کو طرح طرح سے ستایا۔ بالآخر تنگ آکر سنہ ۳۷۸ میں خلیفہ عزیز نے منیر قائد کی سرکردگی میں ایک فوج بکجور کے خلاف بھیجی، اور حکم دیا کہ تمام والیان اعمال منیر کی مدد کریں۔ بکجور نے پھر بنی کلاب کو جمع کیا، مگر شکست کھائی اور منیر نے دمشق پر قبضہ کرلیا۔ بکجور نے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لی۔ بالآخر وہ رقہ پہنچا اور اس پر اور رحبہ کے گردونواح کے مقامات پر قابض ہوگیا۔ اب اس نے سلطان بہاء الدولہ اور باد الکردی سے' جو اس زمانے میں موصل پر قابض اور دیار بکر کا مالک تھا' مدد مانگی، مگر مایوسی ہوئی۔ پھر اس نے سعدالدولہ سے خط وکتابت شروع کی' اور اس شرط پر اس کا مطیع ہوجانے کی خواہش کی کہ اسے پھر حمص کا والی مقرر کردیا جائے۔ مگر وہاں سے بھی کوئی قابل اطمینان جواب نہ ملا۔ اس لئے مجبور ہوکر وہ پھر خلیفہ عزیز کی طرف متوجہ ہوا۔ ابن کلس نے یہ دیکھ کر وہ خطرناک ثابت ہوسکتا ہے اسے دوبارہ دمشق کا حاکم مقرر کردیا۔ مگر بکجور رقہ ہی میں رہا، اور دمشق محض برائے نام اس کے زیر حکومت تھا۔ مگر ابھی وہ حلب کی طرف سے مایوس نہیں ہوا تھا، اور سعدالدولہ کے موالی سے برابر خط وکتابت کر رہا تھا۔۲

اس اثناء میں سنہ ۳۸۰ میں وزیر یعقوب بن کلس مر گیا' اور ایک عیسائی عیسی بن نسطور خلیفہ عزیز کا وزیر ہوا۔ بکجور نے اب پھر حلب کی فتح کا لالچ دلایا؛ مگر ایک خط میں وزیر کو ایسے الفاظ سے مخاطب کیا جو اس کے شایان شان نہ تھے' لہذا عیسی بن نسطور بھی اس سے ناراض ہوگیا۔ مگر خلیفہ کے حکم سے دونوں میں بظاہر صلح ہوگئی۔ بکجور نے عیسي کے خوف سے عرب قبائل سے تعلقات بڑھائے اور ان میں شادیاں کرکے بزعم خود ان کی طرف سے مطمئن ہوگیا۔ حلب میں اس کے ہمدرد اب تک موجود تھے۔ انہوں نے اسے اطلاع دی کہ سعدالدولہ لہو ولعب میں مشغول' اور امور سلطنت کی طرف سے غافل ہے، اور حلب کا فتح کرنا مشکل کام نہیں ہے۔ بکجور نے ان باتوں کی اطلاع خلیفہ عزیز کو دی' اور خلیفہ نے نزال الغوری، حاکم طرابلس الشام، کو حکم دیا کہ وہ بکجور کی مدد کرے۔

۱۔ ذہبی ج ۱۔ ص ۱۸۰+

۲۔ یہ تفصیل ابن القلانسی (ص ۲۸-۴۴) سے کی گئی ہے۔ مگر دیکھو ابن اثیر ج ۹ حوادث سنہ ۳۷۲ + ابوشجاع (مسکویہ ج ۳) ص ۳۰۸ + ابن خلدون ج ۴۔ ص ۲۵۰ + فرتیاگ ص ۳۳۹ – الخ +

آدھر سنه ۳۷۶ میں سعدالدوله نے یه محسوس کر کے که خلفاء فاطمیین کی طاقت شام میں بڑھتی جارھی ھے، اور اُس کا دشمن بکجور دمشق کا حاکم مقرر کیا گیا ھے، خلیفه عزیز کو پھر اپنا مقتدر اعلیٰ تسلیم کیا، اور اُس کا نام خطبون میں لیا جانے لگا۔ خلیفه عزیز نے بھی اُس کے پاس خلعت بھیجی، جسے پہن کر وہ گویا حلب پر خلیفه کا حاکم بن گیا۔ لیکن سعدالدوله کی یه اطاعت پذیری بھی اُس کے کام نه آئی، اور جیسا که اوپر بیان ہوا ھے خلیفه نے بکجور کو حلب فتح کرنے مین مدد دینے کا وعدہ کر لیا۔

نزال غوری، حاکم طرابلس الشام کا شمار مغاربه کے عمائد اور بہترین سپه سالارون مین ہوتا تھا۔ مگر وہ عیسیٰ بن نسطور کا پروردہ تھا۔ گو خلیفه نے بکجور کی مدد کرنے کا حکم دیا تھا، مگر عیسیٰ نے اُسے لکھا که وہ مدد کرنے مین دیر کرے۔ دوسری طرف بکجور نے اس مہم کی تیاری بڑی احتیاط سے کی، اور نزال کو اطلاع دی که فلاں دن اور فلاں وقت اُس کی فوجین حلب کے سامنے پہچینگی، اور وہ وھان اُس سے آملے۔ بکجور پہلے قلعه بایس گیا، اور پانچ دن اُس کے محاصرے مین ضائع کئے، پھر پوری توقع کے ساتھ که نزال اُس سے آملے گا، حلب روانه ہوا۔ سعدالدوله بھی ان حالات و کوائف سے غافل نه تھا۔ اُس نے یونانی قیصر بسیل کو خطرے کی اطلاع دی، اور استدعا کی که بوقت ضرورت البرجی کو اس کی مدد کا حکم دیا جائے۔ بکجور نے جب یه سنا که سعدالدوله نے تمام انتظامات مکمل کر لئے ھین اور البرجی اس کی مدد پر آمادہ ھے تو وہ ناعورہ میں ٹھہرا۔ سعدالدوله نے ۲۲ محرم سنه ۳۸۱ کو جمعرات کے دن حلب کے باب الجنان کے سامنے اپنا معسکر بنایا، اور ۳۰ محرم کو وھان سے کوچ کیا۔ چھه ہزار سپاھی اس کے ھمرکاب تھے۔ نبو عمرو بن کلاب کے صرف پانچ سو آدمی اس کی فوج میں تھے، باقی سب بکجور سے مل گئے تھے۔ اپنی روانگی سے قبل سعدالدوله نے یه احتیاط کی که اپنے اھل خاندان اور خزانه کو قلعه میں محفوظ کر دیا۔ سیف الدوله کا مولا، لؤلؤ الکبیر الجراحی بھی، جو سعدالدوله کا حاجب تھا، اس مہم میں اس کے ساتھ تھا۔ سعدالدوله نے بکجور کا لاؤلشکر دیکھا تو گھوڑے سے اتر کر دو رکعت نماز ادا کی اور فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ جنگ شروع ہونے سے قبل سعدالدوله نے چاھا که بکجور کے ساتھ دوستانه تصفیه ہوجائے، اور اس نے حمص کے علاوہ رقه بھی اسے دینے کا وعدہ کیا۔ مگر بکجور اپنے حلیفوں کے گھمنڈ مین تھا۔ اس نے کہلا بھیجا که اس خط کا جواب سعدالدوله آنکھون سے دیکھیگا۔ پھر اس نے اپنا مقدمة الجیش دو موالی یروح اور رشیقی کی ماتحتی میں آگے بڑھایا۔ دیرالراھب کے قریب دونون مقدمة الجیش ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔

دو باتون نے آنے والی جنگ مین سعدالدوله مدد کی۔ اول تو سعدالدوله سخی تھا۔ اس کا معمول تھا که جو لوگ جنگ میں بہادری دکھاتے تھے انھیں خلعتون اور انعام و اکرام سے سرفراز کرتا تھا۔ بکجور بخیل تھا۔ وہ بہادر سپاھیون کے نامون کا اعلان کرتا تھا اور بس۔ اس سے اس کی فوج میں بددلی پھیل گئی۔ دوسرے سعدالدوله نے عربون سے خط و کتابت کر کے انھین امان اور انعام و اکرام کا وعدہ دیا اور بکجور سے توڑ لیا۔ صرف اتنا ھی نھین بلکه عربون نے بکجور کی چھاؤنی پر حمله کر کے

اسے بھی لوٹ لیا۔ اب بکجور نے دیکھا کہ ہر طرف ناکامی ہی ناکامی ہے تو اس نے اپنے کاتب المغربی سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ ہم رقّہ واپس چلے جائیں اور خلیفہ عزیز کو اطلاع دیں کہ باوجود وعدے کے نزال نے مدد نہیں کی۔ مگر ایک اور کاتب نے المغربی کی مخالفت کی اور بکجور کو لڑنے پر رضامند کرلیا۔ اب المغربی نے اپنی حفاظت کی فکر کی، اور ایک بدو سلامہ بن نازک نامی کو راضی کرلیا کہ ایک ہزار دینار کے بدلے میں اسے رقہ پہنچادے۔

جمعرات کے دن ۷ صفر سنہ ۳۸۱ (۱۵ اپریل سنہ ۹۹۱) کو جنگ شروع ہوئی۔ بکجور کو اپنی ذاتی بہادری پر بڑا بھروسہ تھا۔ اس نے تجویز کی کہ اپنے چارسو چیدہ سپاہیوں کو لے کر حملہ کرے اور سعدالدولہ تک پہنچ جائے۔ مگر انہیں میں سے ایک نے غدر کیا، اور لؤلؤ کو اس ارادے کی اطلاع کردی۔ لؤلؤ فوراً سعدالدولہ کے پاس آیا؛ اس کی استدعا پر باقاعدہ فوجی تنظیم کے وقت لؤلؤ نے سعدالدولہ کی جگہ لی اور سعدالدولہ لؤلؤ کی جگہ آگیا۔ جنگ کے دوران میں حسب تصفیہ بکجور نے حملہ کیا، اور لؤلؤ پر ایسا وار کیا کہ تلوار اس کی کھوپڑی تک پہونچ گئی، بکجور نے بزعم خود سمجھ لیا کہ اس نے سعدالدولہ کو قتل کردیا ہے۔ لؤلؤ گھوڑے سے گر پڑا۔ اب سعدالدولہ اپنی جگہ آگیا۔ اسے دیکھ کر فوج کے سپاہیوں کو اطمینان ہوگیا، اور وہ اس بے جگری سے بکجور پر حملہ آور ہوئے کہ اس کی فوج کے قدم اکھڑ گئے، اور موالی کی ایک بڑی تعداد قتل ہوئی۔ بقیۃ السیف قید ہوئے۔ بکجور صرف سات آدمیوں کے ساتھ بھاگا۔ وہ ایک قیمتی گوڑے پر سوار تھا، آخر ایک ندی تک آیا، جس سے ایک پن چکی کو پانی دیا جاتا تھا، اور جو صرف دو ذرعہ چوڑی تھی۔ بکجور نے چاہا کہ گھوڑے کو اڑا کر کود جائے۔ مگر گھوڑا وہاں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ اس عرصہ دس عرب فارسوں نے جو اسے نہیں پہچانتے تھے، اسے جا لیا۔ انہوں نے بکجور اور اس کے ساتھیوں کے کپڑے اتر وائے اور چل دئے۔ بکجور نے پن چکی میں پناہ لی، اور آخر قبیلۂ قطن کے ایک عرب کی پناہ میں آگیا۔ عرب نے پہلے تو بکجور پر احسان کیا۔ مگر اس کا بخل مشہور تھا، اور عرب یہ سمجھتا تھا کہ اس سے صلے کی توقع نہیں ہے۔ آخر اس کی نیت بدل گئی، اور وہ سیدھا سعدالدولہ کے پاس پہنچا۔ سعدالدولہ نے ایک لاکھ درہم، سو اونٹ گیہوں، اور پچاس تھان کپڑے کے بدلے میں بکجور کو خرید لیا۔ اب اس نے لؤلؤ سے مشورہ کیا، اور اس خیال سے کہ اگر سعدالدولہ کی بہن ست الناس نے اس کی سفارش کی تو وہ بچ جائے گا، لؤلؤ نے مشورہ دیا کہ بکجور کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ اس مشورہ پر عمل ہوا[۱]۔

— ۹ —

بکجور کا تو خاتمہ ہوگیا۔ مگر رقّہ ابھی اسی کے ہمدردوں کے قبضے میں تھا سعدالدولہ نے پہلے تو اس یونانی فوج کو جو اس کی مدد کے لئے آئی تھی رخصت کیا، اور پھر رقّہ روانہ ہوگیا۔ اس نے شہر

۱۔ ایضاً +

کا محاصرہ کیا۔ بکجور کا ایك مولا سلامة الرشیقی اُس کی حفاظت کر رہا تھا۔ اور یہیں بکجور کے اہل خاندان، اُس کا خزانہ اور کاتب المغربی بھی تھے۔ سعد الدولہ نے الرشیقی کو لکھا کہ شہر اُس کے حوالہ کر دیا جائے۔ رشیقی نے جواب دیا کہ میں تیرا، بلکہ تیرے مملوك کا مملوك ہوں، لیکن بکجور کا عہد میری گردن میں ہے۔ شہر صرف اِس شرط پر حوالے کر سکتا ہوں کہ بکجور کے اہل وعیال کو امان دی جائے اور سوائے اسلحہ کے جو تیرے حوالے کر دیئے جائینگے، تمام خزانہ بھی انہیں کی ملکیت میں دے دیا جائے، ورنہ تلوار ہم دونوں میں فیصلہ کریگی۔ سعدالدولہ نے امان کا حلف اُٹھایا، اور شہر اُس حوالے کر دیا گیا۔ اس امان میں المغربی بھی شامل تھا، بشرطیکہ وہ سعدالدولہ کی سلطنت میں رہے۔ مگر المغربی کوفہ بھاگ گیا، اور مشہد علیؓ میں پناہ لی۔

اب جب بکجور کے اہل وعیال قلعے سے نکلے اور اپنا خزانہ ساتھ لائے تو سعدالدولہ منہ کے میں پانی بھر آیا۔ اُس نے اپنے دربار کے قاضی ابوالحصین سے کہا کہ مجھے خیال بھی نہیں تھا کہ بکجور کے پاس اس قدر مال ودولت ہے۔ قاضی نے جواب دیا کہ بکجور تمہارا غلام تھا، تم نے اُسے آزاد کیا اور پھر خرید لیا۔ اس لئے اب اُس کا خاندان غلاموں کی حیثیت رکھتا ہے، اور اس کی دولت بھی در حقیقت تمہاری ہی ہے۔ اگر یہ خزانہ تم ضبط کر لو تو حلف نہیں ٹوٹے گا۔ قاضی کے اس فیصلے کے مطابق سعدالدولہ نے بکجور کے اہل وعیال کو قید کر دیا، اور خزانہ ضبط کر لیا۔ اس فیصلے کے متعلق ایك مورخ لکھتا ہے۔ فما کان أسوأ محضر هذا القاضي الذي حسّن لسعدالدولہ تسويل الشيطان و افتاه بنقص الايمان ثم لم ينقع بما زين له من عذره و لبس عليه من امره حتى تكفل له بحمل وزره۔ وهل احد حامل و زر غيره۔ اما سمع قول الله تعالى في اهل الضلالة: و قال اللذين كفرو اللذين آمنوا اتبعوا سبيلنا و لنحمل خطايا كم وماهم بحاملين من خطايا هم من شيئ انهم لكاذبون [۱] (سورۂ عنکبوت آیت ۱۱) +

بکجور کے اہل خاندان نے خلیفہ عزیز سے فریاد کی۔ عزیز نے فائق الصقابی کو ایك تہدیدی خط دے کر حکم دیا کہ ایك تیز رفتار اونٹنی پر سوار ہو کر فوراً سعدالدولہ کی طرف روانہ ہو جائے۔ لیکن وہ اُس وقت پہنچا جب سعدالدولہ رقہ سے واپس آکر حلب کے سامنے ٹھہرا ہوا تھا۔ اُس نے خط پڑھا تو آگ بگولا ہو گیا، اعیان و اکابر کو سنایا اور مشورہ طلب کیا۔ سب نے ایك زبان ہو کر جواب دیا کہ ہم تیرے مملوك اور تیرے حکم کے تابعدار ہیں۔ سعدالدولہ نے قاصد کو اپنے سامنے بلایا، اور اُسے اُس وقت تك پٹواتا رہا جب تك کے وہ خط نگل نہ گیا، پھر کہا کہ "تم اپنے آقا کے پاس واپس چلے جاؤ اور کہ دو کہ اُسے فوج لانے کی ضرورت نہیں، بلکہ میں ہی اُس کے پاس آوں گا اور رملہ کے میدان میں جواب سناؤں گا"۔ فائق مصر واپس چلا گیا، اور سعدالدولہ نے اپنی فوج کا ایك حصہ حمص بھیج دیا۔ وہ خود حلب کے باہر ٹھہر کر اپنے معاملات کا انتظام کرتا رہا، اور ارادہ کیا کہ چند روز بعد وہ فوج سے جاملے گا۔ مگر وہ قولنج میں مبتلا ہوا، جو خطرناك اور تکلیف دہ ثابت ہوا۔ ذرا اچھا ہونے کے بعد طبیبوں نے اُسے مشورہ دیا کہ علاج اور آرام کی غرض سے وہ حلب کے اندر آجائے۔

۱- ابوشجاع (مسکویہ ج ۳)۔ ص ۲۱۵ +

اب چوں کہ سعد الدولہ دوبارہ فتح یاب ہو کر حلب آرہا تھا، اس کے اس خوشی میں شہر کوخوب سجایا گیا، اور ایک جلوس ترتیب دیا گیا۔ آرام لینے کے بعد جس دن وہ حلب سے فوج کی طرف سے روانہ ہونے والا تھا رات کو اس کی ایک لونڈی اس کے پاس رہی۔ اس رات اس پر فالج گرا، جسم کا دایاں حصہ بے کار ہوگیا؛ اور پلنگ سے نیچے گر پڑا۔ لونڈی نے بھاگ کر اس کی بہن ست الناس کو اس کی اطلاع دی۔ اسی وقت طبیب بلائے گئے؛ اور انھوں نے حکم دیا کہ بیمار کے کمرے میں ند اور عنبر جلایا جائے۔ پھر ایک طبیب نے نبض دیکھنی چاہی۔ سعد الدولہ نے بایاں ہاتھ بڑھایا، مگر طبیب نے دھنا ہاتھ مانگا۔ سعدالدولہ نے اپنا حلف توڑنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ''ما ترکت لی الیمین یمینا''۔ جس کا مطلب یہ تھا قسم (یمین) نے اس کا دایاں ہاتھ (یمین) نہیں چھوڑا۔ اس کے بعد وہ صرف تین دن زندہ رہا، اور ۲۵۔ رمضان سنہ ۳۸۱ (دسمبر سنہ ۹۹۱) کو اتوار کے دن تقریبا چالیس برس کی عمر میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا جنازہ رقہ لے جایا گیا، اور وہیں دفن کیا گیا۔

اس کے دوران حکومت میں حسب ذیل قاضی رہے: ابن الخشاب، جو ہاشمی تھا؛ شریف ابو علی حسن بن محمد الحسینی، یہ دین دار اور عالم شخص تھا، اور سنہ ۳۶۳ سے سنہ ۳۷۹ تک اس نے قاضی کے فرائض انجام دئے؛ ابو محمد عبداللہ بن محمد۔ اس کے کاتب ابوالحسن علی بن حسین المغربی اور مصیصی تھے، اور حاجب لؤلؤ الکبیر الجراحی اس نے دو بیٹے چھوڑے۔ بڑے کا نام ابوالفضائل سعید اور چھوٹے کا نام ابوالهیجا عبداللہ تھا[۱]

— ۱۰ —

سعدالدولہ کی وفات کے بعد اسی دن لؤلؤ الکبیر نے ابوالفضائل کو سعید الدولہ کے خطاب سے بادشاہ بنادیا، اور فوج حمص سے حلب واپس آ گئی۔ ابوالفضائل ہی کو سعدالدولہ نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا، اور وصیت کی تھی اس کی بہن ست الناس اور اس کے چھوٹے بیٹے ابوالهیجا کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے[۲]۔ اب لؤلؤ سپہ سالار مقرر ہوا، اور اس نے اور ابوالفضائل نے حلف اٹھایا کہ وہ ان دونوں کے گذارے کے ذمہ دار ہوں گے۔ سعد الدولہ کی فوج نے بھی اطاعت شعاری کا حلف اٹھایا۔ مگر خادم بشارہ چارسو موالی کے ساتھ خلیفہ عزیز کے پاس مصر چلا گیا۔ یہ شخص در حقیقت مصر ہی کا تھا، اخشید کا آزاد کردہ غلام تھا اور پھر سیف الدولہ کے پاس آ گیا تھا۔ سعد الدولہ کے ابتدائی عہد میں اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ یہی حال رقی الصبقلی کا ہوا[۳]۔ وہ چار سو موالی کے ساتھ مصر چلا گیا۔ یہی طرز عمل چند افسروں نے اختیار کیا۔

۱۔ ابو شجاع (مسکویہ ج ۳) ص ۲۰۸ – ۲۱۶ +

۲۔ ابن القلانسی ص ۳۹ +

۳۔ ابو شجاع (ص ۲۱۷) نے اس کا نام وفا الصقلی لکھا ہے۔ مگر ابن القلانسی کے مطابق یہ رقی الصقلی ہے۔ ص ۳۹ +

فاطمین مغاربہ کی طاقت سے تنگ آگئے تھے، اور ان کے توڑ کے یئے ترکوں کو بھرتی کررہے تھے۔ خلیفہ عزیز نے سعدالدولہ کے ان افسروں کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ وہ حمدانی سپاہیوں کو خاص طور پر پسند کرتا تھا، کیوں کہ ان کی بہادری اور تجربہ کاری تمام دنیا میں مشہور تھی، یہاں تک کہ قیصر نقفوران میں سے ایک کے مقابلے کے لئے دس یونانی میدان میں بھیجا کرتا تھا۔ خلیفہ نے ان لوگوں پر یہ احسان کیا کہ بشارہ کو طبریہ پر، رق کو عکہ اور تمام سرحدی علاقے پر، اور رباح کو قیساریہ پر حاکم مقرر کردیا۔ دوسری طرف لؤلؤ نے سعدالدولہ کا تمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لینا شروع کیا' اور اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی اُس کے ساتھ کردی۔ ان کاموں میں سے فرصت ہوئی تو خیال آیا کہ یونانیوں سے جس خراج کی ادائی کا تصفیہ ہوا تھا' اُس کا انتظام کیا جائے۔ اس غرض کے لئے نہایت ظلم ستم سے رقم جمع کی گئی، زمینوں پر دگنا لگان لگایا گیا اور جو جاگیریں سعدالدولہ اور اُس کے باپ نے ضبط کرلی تھیں وہ اِن کے مالکوں کو واپس کردی گئیں تاکہ اُن سے رقم وصول کی جاسکے۔

یاد ہوگا کہ المغربی رقہ سے بھاگ کر کوفہ گیا تھا اور مشہد علی میں پناہ گزین ہوا تھا، یہاں اُس نے خلیفہ عزیز سے خط وکتابت شروع کی، اور اجازت چاہی کہ وہ مصر میں آکر اُس کی پناہ میں رہنا چاہتا ہے۔ عزیز نے اُسے اجازت دے دی۔ چنانچہ سنہ ۳۸۱ میں ہی وہ مصر روانہ ہوگیا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے بہت جلد عزیز کے مزاج درخور حاصل کرلیا' یہاں تک کہ خلیفہ اندرونی معاملات میں اس سے مشورہ لینے لگا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ بیرونی معاملات میں بھی وہ مداخلت کرنے لگا۔ المغربی نے خلیفہ سے حلب کی خوب تعریف کی، اس کی مال ودولت اور کمزوری کے حالات بیان کیئے، اور کہا کہ اس پر قبضہ کرنا مشکل نہیں۔ آخر عزیز نے منظور کرلیا، اور ایک ترک غلام منجوتکین [1] کو رفتہ رفتہ ترقی دے کر تمام شام کا حاکم مقرر کردیا' اور احمد بن محمد القشوری کو اس کا کاتب بنایا۔ پھر اسے حلب پر فوج کشی کا حکم دیا۔ اور بطور مشیر المغربی کو اس کے ساتھ کردیا [2]۔ اس کے علاوہ قائد منیر، حاکم دمشق عصیان و طغیان پر تلا ہوا تھا۔ المغربی نے وعدہ کیا کہ منیر کا قلع قمع کرنے کے بعد حلب پر حملہ کیا جائے گا۔ منجوتکین شام پہنچا۔ اس نے پہلے منیر کا خاتمہ کیا' جو پہلے حملے کی تاب بھی نہ لا سکا اور گرفتار ہوا۔ اس کے بعد تیس ہزار فوج لے کر اس نے حلب کا محاصرہ کیا۔ سعیدالدولہ اور لؤلؤ قلعہ بند ہوگئے' اور لؤلؤ نے مصری فوج کی آمد کی خبر سن کر بسیل قیصر قسطنطنیہ کو مدد کے لئے لکھا۔ اور چاہا کہ یونانیوں کے ساتھ اب بھی ویسا ہی معاہدہ ہوجائے جیسا کہ سعدالدولہ کے عہد میں طے پایا تھا۔ قیصر خود اس وقت روسیوں سے جنگ میں مشغول تھا' اور ایشیا نہ آسکتا تھا۔ اس لئے اس نے البرجی حاکم انطاکیہ کو لکھا کہ حلب کی مدد کی جائے۔ البرجی پانچ ہزار آدمی لے کر روانہ ہوا، اور انطاکیہ اور حلب کے درمیان جسر جدید پر آکر ٹھیرا۔ منجوتکین اور المغربی کو جب یونانی نقل وحرکت کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنے مشیروں سے مشورہ کے بعد طے کیا کہ حلب کا محاصرہ اٹھا کر پہلے یونانیوں کا

۱۔ یا بنجوتکین ' بنجتکین۔
۲۔ ابو شجاع۔ ص ۲۱۷ +

مقابلہ کیا جائے، تاکہ دونوں دشمن مجتمع نہ ہونے پائیں۔ منجوتکین حلب سے روانہ ہوا، اور دریائے مقلوب (Orontes) کے کنارے پہنچا۔ دریا مسلمانوں اور یونانیوں میں حائل تھا، اور کوئی معبر نہ تھا۔ منجوتکین کی فوج کا ایک دیلمی سپاہی ایک ڈھال اور تین نیزے لئے ہوئے فوج سے نکلا اور دریا میں کود پڑا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر ہمت کی، اور تمام فوج، باوجود منجوتکین کے منع کرنے کے، اس کے پیچھے ہوگئی۔ اس کے بعد جو جنگ ہوئی مسلمان اس میں فتح یاب ہوئے۔ البرجی تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ بھاگا۔ مسلمانوں نے اس کی چھاؤنی لوٹ لی۔ اس جنگ میں یونانیوں کے دس ہزار آدمی قتل ہوئے۔ یہاں سے آگے بڑھ کر منجوتکین انطاکیہ پہنچا۔ وہ شہر فتح نہ کرسکا، اور نہ اس کا موقعہ تھا، لیکن شہر کے قریوں اور آبادیوں کو لوٹا اور جلا ڈالا۔ حلب میں یہی زمانہ غلہ جمع کرنے کا تھا۔ لؤلؤ نے اس خیال سے کہ یہ دشمن کے ہاتھ نہ آجائے تمام غلہ تباہ کردیا۔ منجوتکین انطاکیہ سے فارغ ہوکر پھر حلب کے محاصرے میں مشغول ہوگیا۔

لؤلؤ نے دیکھا کہ یونانیوں کی حمایت اور مدد بے کار ثابت ہوئی ہے اور مصری فوج بجائے کمزور ہونے کے زیادہ مضبوط ہوگئی ہے تو اس نے المغربی اور قشوری سے خط وکتابت شروع کی، انہیں مال و دولت کا لالچ دلایا، اور ان سے یہ چاہا کہ وہ منجوتکین کو مشورہ دے کر اسے اس سال حلب سے واپس جانے اور آئندہ سال محاصرہ کرنے پر رضامند کرلیں۔ یہ ترکیب کارگر ہوئی۔ ان دونوں نے دیکھا کہ خود منجوتکین کو دمشق کی عیش و عشرت یاد آرہی ہے، اور غلہ کی کمی اور دوسرے تکلیفوں سے تنگ آگیا ہے۔ بالآخر انہوں نے اسے اس پر راضی کرلیا کہ وہ حلب سے چلا جائے۔ ان تینوں نے خلیفہ عزیز کو صورت حال کی اطلاع دی، اور اجازت کے طالب ہوئے قبل اس کے کہ ان کی عرضداشت کا جواب آئے وہ حلب سے روانہ ہوگئے۔ خلیفہ عزیز کو یہ معلوم ہوا تو اسے سخت غصہ آیا، اور المغربی کے دشمنوں کو بھی خلیفہ کے کان بھرنے کا موقعہ مل گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ المغربی معزول کیا گیا اور اس کی جگہ صالح بن علی روذباری مقرر ہوا۔

لشکر کو رسد پہنچانے کی غرض سے خلیفہ عزیز نے مصر سے براہ بحر غلہ طرابلس الشام بھیجا، اور پھر وہاں سے حصن افامیہ منتقل کیا۔ حسب فیصلہ سنہ ۳۸۴ میں منجوتکین پھر حلب آیا اور تیرہ مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ اس عرصہ میں سپاہی افامیہ جاکر اپنی ضروریات زندگی حاصل کرتے تھے، اور پھر فوج میں واپس آجاتے تھے۔ منجوتکین نے اپنی چھاؤنی میں ہی سرائیں، حمام اور بازار قائم کرلئے تھے۔ مگر سعیدالدولہ اور اس کے ساتھی ابھی قلعے میں ہی تھے۔ سامان رسد کی کمی تھی۔ لؤلؤ جہاں تک ہوسکتا تھا جنگ کی سختی میں کمی کرتا تھا۔ اس نے لوگوں کو آزادی دے رکھی تھی کہ جو وبا اور قحط کا مقابلہ نہ کرسکیں وہ شہر سے چلے جائیں۔ اس اثناء میں لؤلؤ نے پھر بسیل کو مدد کے لئے لکھا، اور کہلا بھیجا کہ اگر حلب فتح ہوگیا تو انطاکیہ کی خیر نہیں، اور اس نقصان کی تلافی ناممکن ہوجائیگی

یه سن کے بسیل بذات خود روانہ ہوا ، اور تین سو فرسنگ کا فاصلہ صرف چھتیس دن میں طے کر کے حلب کے سامنے آموجود ہوا۔ بہار کا موسم تھا ۔ منجوتکین اور اہل فوج نے بالکل اطمینان کے ساتھ اپنے مویشی چراگاہوں کو بھیج دیئے تھے کہ اچانک غیر متوقعہ طور پر بسیل آن پہنچا ۔ اب اسے سیاسی چال کہئیے ' یا جیسا کہ ایک مورخ نے لکھا ہے [1] ، حمایت اسلام ، کہ لؤلؤ نے منجوتکین کو قیصر کے قریب آنے کی اطلاع دی ، اور کہلا بھیجا کہ حمایت اسلام میں ہم دونوں مشترک ہیں ، اس لئے میں تمہیں خبردار کرتا ہوں ۔ منجوتکین نے یہ سن کر فورا محاصرہ اٹھا لیا' ذخائر جلا ڈالے' بازار اور مکانات مسمار کرادیئے ، اور جس قدر ممکن ہو وہاں سے روانہ ہوگیا ۔ بسیل حلب کی دیواروں کے تلے آکر ٹھیرا ۔ لؤلؤ اور سعید الدولہ اس سے ملے ، اور اس کی خدمت میں بیش بہا تحائف پیش کئے ۔ تیسرے دن قیصر نے شام کی طرف کوچ کیا ۔ اس نے حمص فتح کر کے اسے لوٹا ، طرابلس کا چالیس دن تک محاصرہ کیا اور پھر اس کی فتح سے مایوس ہوکر اپنے ملک کو واپس چلا گیا ۔ حلب کا یہ محاصرہ سنہ ۳۸۴ میں شروع ہوا اور ربیع الاول سنۂ ۳۸۵ میں ختم ہوا ۔

خلیفہ عزیز کو منجوتکین کی اس ناکامی کی اطلاع ہوئی تو اسے سخت صدمہ ہوا، اور اس نے فوراً فوج جمع کرنے کا حکم دیا ۔ وہ خود قاهرہ سے نکل کر فوج کے ساتھ بلبیس آیا، اور شہر کے باہر اترا ۔ مگر یہاں بیمار ہوا ، اور جب زیست سے بالکل مایوس ہو گیا تو اپنے خاص خادم ایک ترک سردار برجوان کو وصیت کی کہ اس کے بیٹے کو الحاکم کے لقب سے خلیفہ بنایا جائے ۔ یہیں سنہ ۳۸۶ میں اس کا انتقال ہوگیا ۔ اب مصر اس قابل نہ رہا کہ حلب کی طرف توجہ کر سکتا ۔ اول تو خود خلیفہ حاکم کی عمر صرف تیرہ برس کی تھی۔ دوسرے ہم ذکر چکے ہیں کہ خلیفہ عزیز کی کوشش تھی کہ مغاربہ اور بالخصوص کتامہ کا زور توڑ کر ترکوں کو ان کی جگہ قائم کرے ۔ اس نے ان ترکوں کی ایک بڑی تعداد جمع بھی کرلی تھی ۔ اب اس کی موت پر برجوان ترک، اور کتامہ کے سردار امین الدولہ ابو محمد حسن بن عمّار میں کشمکش شروع ہو گئی اور مصر کے سیاسی حالات اس قدر خراب ہوئے کہ حلب پر فوج کشی کی نوبت ہی نہ آئی ۔

مگر سعیدالدولہ کو اس سے چین نصیب نہیں ہوا ۔ اسے یونانیوں کی طرف سے، جو اس کی سرحد پر منڈلا رہے تھے، متواتر خطرہ لگا ہوا تھا، اور ان کی خوشامدین کر کے وہ اس خطرے کو زائل کررہا تھا ۔ اسی اثناء میں لؤلؤ حلب پر قبضہ کرنے کی فکر میں تھا ۔ چنانچہ اس کے اشارے سے ہفتہ کے دن نصف صفر سنہ ۳۹۲ کو ایک لونڈی نے سعیدالدولہ کو، اس کی بیوی کو، جو لؤلؤ کی اکوتی بیٹی تھی، زہر پلادیا ۔ ایک ہی پیالے میں میاں اور بیوی دونوں کا بوقت واحد فیصلہ ہوگیا ۔ سعیدالدولہ کے عہد میں عبیداللہ بن محمد بن احمد حلب کا قاضی تھا

۱- ابو شجاع - ص ۲۲۱ +

سعیدالدولہ نے دو بیٹے چھوڑے : ابوالحسن علی اور ابوالمعالی شریف ۔ ان دونوں لڑکوں کو لؤلؤ نے برائے نام حلب کا حاکم بنایا، اور وہ قلعے جن سے خطرہ تھا، مسمار کر ڈالے ۔ لیکن اس پر بھی اسے اطمینان نہ ہوا ۔ اس نے سعیدالدولہ کے دونوں بیٹوں اور سعدالدولہ کی عورتوں کو مصر بھیج دیا، اور بلا خدشہ حلب کا مالک بن گیا ۔

اس طرح حمدانیین حلب کا خاتمہ ہوگیا ۔